حرمین شریفین سے مظاہرِ شرک کی دوبار تطہیر

حالیہ سیلاب……آزمائش یا عذاب؟

ملت ابراہیمیؑ سے ملت جعفریہ۔ حکومتی کارستانیاں

فتح مکہ کے دن حضور اکرم ﷺ ﴿جاء الحق وزهق الباطل﴾ کا اعلان فرماتے ہوئے وارد بیت اللہ شریف ہوئے تو اولین کام اصنام وتماثیلِ لات وعزیٰ کا انہدام اور نقوشِ آزری سے اللہ کے گھر کو پاک کرنے کا تھا۔ انداد واضداد کی نجاست دور کئے بغیر اللہ کے گھر میں اللہ کی عبادت کو رواج دینا بے معنی تھا۔ نکتہ یہ تھا کہ علاماتِ شرک کی موجودگی میں توحید کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ ادھر سے فارغ ہوئے تو علیؓ کو حکم دیا کہ شہرِ خموشاں کی قبور کو زمین کے برابر کردیں تاکہ قبر پرستی کا کوئی موقع باقی نہ رہے۔ اس کے بعد وہ بت پاش پاش کرائے گئے جو وادی بطحا میں مشرکین نے جگہ جگہ نصب کر رکھے تھے۔ یوں حق آگیا۔ باطل چلا گیا اور باطل کو جانا ہی تھا۔ مگر حق وباطل کی یہ آویزش پھر جاری ہوگئی۔ اموی اور عباسی خلفائے اسلام تھے تو عربی الاصل مگر…… ان کے دارالحکومت عجمی علاقوں میں منتقل ہو چکے تھے۔ نو مسلم عجمی، مجوسی خیالات سے کبھی آزاد نہ ہوئے۔ پھر یونانی فلسفہ نے بھی اپنے اثرات دکھائے۔ عباسی درباروں میں فلاسفہ کا ہجوم رہتا اور مولانا شبلی کی المامون میں یہ واقعہ بھی مرقوم ہوا کہ مامون کے دمِ واپسیں اسے کلمۂ طیبہ کی تلقین کی گئی تو پاس بیٹھے کسی فلسفی نے بڑی جسارت کرتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا کہ: ''اسے اب اس تکلف سے آزاد کردو۔''

عثمانی ترکوں کی خلافت، بے شک مسلمانوں کی حکومت تھی اور اس کی فتوحات اسلامی ہی تھیں۔ اسی خلافت نے جزیرہ نمائے عرب سمیت تمام اسلامی علاقوں کا تحفظ کیا اور مسلمانوں کی سیاسی آزادی برقرار رکھی مگر اسی حکومت کے تحت آخری دور میں پورے عالم اسلام کے چپہ چپہ پر غیر اللہ کے دربار بن گئے اور بیک وقت اللہ اور غیر اللہ کی عبادت اور حاکمیت کا وہ رواج پھر سے زندہ ہوگیا جسے حضور ﷺ نے مٹایا تھا۔ چھٹی صدی ہجری میں تصوف ایک ایسا چیلنج بن کر اٹھی جس کا اسلام کو اس سے پہلے کبھی سامنا نہ ہوا تھا۔ یہ ایک ایسا دین بن کر اُبھری جس

میں اسلامی عقائد ونظریات کے اندر شخصیت پرستی اور خانقاہی مجاوری کو اس انداز میں شامل کر دیا گیا کہ آج تک اس ادغام پر توحید وسنت نالہ کناں ہے مگر اس پر فرزندانِ توحید کان دھرنے کو تیار نہیں ہیں۔ اس کیفیت سے سرزمین پیغمبرؐ بھی محفوظ نہ رہی تھی۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد نام نہاد خلافتِ اسلامیہ ترکیہ کو اتاترک نے اپنے سیکولرازم کی تلوار سے کاٹ کر رکھ دیا تو بقیہ عالم اسلام میں وہ طوائف الملوکی پھیلی کہ کوئی کسی کا پرسانِ حال نہ رہا اور عالم اسلام میں بیشمار قبائل چھوٹے چھوٹے علاقوں پر قابض ہو کر اپنی اپنی حکومتیں قائم کرتے رہے۔ یہی حال سرزمین حجاز کا تھا۔ یہی وہ دور تھا جس میں شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے ایک بار پھر توحید کا نغمہ گایا اور فرزندانِ توحید کو بھولا ہوا سبق یاد کرایا۔ اسی دور میں شریفِ مکہ حسین اور آلِ سعود کے مورث اعلیٰ بادشاہ عبدالعزیز کے درمیان جنگ جاری تھی۔ شیخ موصوف نے اپنی توحید پرست جماعت کی حمایت بادشاہ عبدالعزیز کو اس شرط پر پیش کر دی کہ کامیابی کے بعد وہ ان تمام مظاہر کو مٹا دیں گے جو آنحضرت ﷺ اور خلفائے راشدین کے دور میں نہ تھے۔ چنانچہ آلِ سعود کو کامیابی ہوئی اور سعودی حکمرانوں نے رفتہ رفتہ اپنے عمل تطہیر سے سرزمینِ اسلام کو تمام شرکیہ نشانات سے پاک کر دیا۔ قبور کو اسی طرح برابر کرا دیا جس طرح بحکم نبی ﷺ، حضرت علیؓ نے کیا تھا۔ چار مصلے اٹھوا کر محمد عربی کا واحد مصلیٰ بچھوایا۔ یہ کارِ خیر اتنا عظیم تھا کہ اہل توحید نے روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا مگر ہندی وعجمی لوگوں کو اس اقدام سے بڑا صدمہ پہنچا اور وہ اسے انہدامِ جنت البقیع کا نام دے کر واویلا کرتے رہتے ہیں۔ اسی (۸۰) سال پہلے قائم ہونے والی سعودی گورنمنٹ نے اسلام کی خدمت کے لئے بیش بہا کارنامے سرانجام دیئے۔ حجاجِ کرام کی سہولت کے لئے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں اعلیٰ قسم کی رہائشی عمارات بنوائیں۔ مدینہ یونیورسٹی میں عالم اسلام کے بلا تخصیص تمام طلباء کو مفت تعلیم دلا کر ثابت کر دیا کہ خادمِ حرمین شریفین ہونے کے حوالے سے، ہر بادشاہ امتِ مسلمہ کا سرپرست اور قائد ہے۔ وطن عزیز پاکستان کو ہر مشکل گھڑی میں اپنی فیاضانہ اور برادرانہ امداد سے نوازا اور پاکستان کی فوج کو اپنی فوج، پاکستان کے ایٹم بم کو اپنا ایٹم بم اور پاکستان کو اپنا گھر سمجھا۔ پورے عالم اسلام کے دینی مدارس سعودی حکومت کی معتدبہ مالی امداد سے چل رہے ہیں او۔آئی۔سی کا قیام وبقا اس کی جدوجہد اور مالی اعانت کا مرہون ہے۔ اسلام کی ہر تحریک کی تقویت اسی حکومت سے ہے۔ فلسطین کے مسلمان، ان کی امداد سے نہال ہیں۔ گویا ایک طرف یہ حکومت سرزمین حجاز میں دین متین اسلام کو اس کی اصلی شکل میں بحال کرنے میں کامیاب ہوئی ہے اور دوسری طرف مسلمانانِ عالم کے اتحاد کا باعث بنی، ہمیں حیرت ہوتی ہے کہ اتنی فیاض، اسلام کی اتنی خادم اور مسلمانانِ عالم کی اتنی ہمدرد حکومت کو عجمی لوگ کیوں پسند نہیں کرتے۔ شاید اسلام کو خرافات سے پاک کرنا، ان کے نزدیک جرم تھا جبکہ وہ انہی خرافات میں گم رہنے پر مصر ہیں۔